جناب راجہ ذاکر خان
نائب مدیر پندرہ روزہ بیت المقدس، اسلام آباد

القدس کی پکار ___ ہم واقعۂ معراج کیسے منائیں؟

پاک ہے (وہ اللہ) جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ "بیت المقدس" اور اس کے ارد گرد کو بابرکت بنایا "القرآن" ۲۷ رجب کو اسلامی تاریخ کا وہ عظیم معجزہ رونما ہوا جسے ایمان وایقان کی آنکھ سے ہی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

اس ماہ مبارک میں ہمارے آقا و مولانا نے زمین و آسمان کے فاصلوں کو چیرتے ہوئے عرش عظیم کی طرف پرواز کی تاکہ اپنے رب سے ملاقات کا شرف حاصل کریں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو معجزے دیکھائے اور حضرت محمد ﷺ کا معجزہ معراج ہے اور اس پورے واقعہ کو واقعہ معراج کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی رفعتوں وسعتوں اور عظمتوں کا نشان ہے یوم معراج ہمارے دلوں میں ایمان کو تازہ کرنے کا سبب بن رہا ہے مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس سرزمین سے ہمارے نبی محترم نے عرش معلیٰ کی طرف سفر کا آغاز کیا وہ جگہ آج قبضہ یہود میں ہے۔ یہودی اس سرزمین کو مسلمانوں سے چھین کر اپنے معبد کی تعمیر کے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرداں ہیں اور یہودیوں کی نبی ﷺ اور مسلمانوں سے نفرت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے جہاں نبی ﷺ نے انبیاء کرام کی جماعت کرائی اور اپنی مبارک جبیں کو جس جگہ رکھا وہ مقام آج صہیونیوں کے بچھائے گئے دام تزویر سے نکلنے کیلئے امت مسلمہ سے آس لگائے ہوئے ہے۔ القدس مسلمانوں سے سوال کرتا ہے کہ انہوں نے اسراء کی مقدس اور مبارک سرزمین جس کو اللہ نے بابرکت کہا اس کو کیوں فراموش کر دیا اور اس موقع پر کہ ناپاک یہودی اس کی بے حرمتی کر رہے ہیں خاموش کیوں کھڑی ہے ؟امت مسلمہ حضور ﷺ کے مقام معراج کی آزادی کے لیے حرکت میں کیوں نہیں آتی ہے۔

واقعہ معراج جس میں ہمارے نبی مکرم ﷺ نے اللہ کے تمام انبیاء اور رسولوں کو تمام میں امامت کی انسانی تاریخ میں بے نظیر واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے اس رات آپ مکہ المکرمہ سے القدس تشریف لے گئے اور وہاں سے فضائی اور خلائی حدود سے ماوراہو کر سیدھے عرش عظیم پر

جلوہ افروز ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کا استقبال کیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات میں تمام مسلمانوں کو اللہ سے ملاقات کا ذریعہ پانچ وقت کی نمازیں بطور انعام عطا کیں آپؐ اسی رات واپس آئے اور جب بستر پر پہنچے تو ان کا بستر گرم تھا واقعہ معراج صرف معجزہ ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ اسموقع پر ہمیں ذرا رک کو سوچنا ہوگا کہ جس مقام پر نبی ﷺ کی جبیں مبارک لگی جس سرزمین سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو اپنی طرف بلایا وہ آج کس کے قبضے میں ہے کیا ہم واقع معراج مناتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ مقام معراج صہیونیوں کے قبضے میں ہے القدس کو یہودی قبضے سے آزاد کرانے کیلئے امت مسلمہ کو بلا تاخیر ایک منصوبہ بند جدو جہد کا آغاز کرنا چاہیے۔ آج مسلمانوں کی ذلت اور رسوائی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے مسجد اقصیٰ کی آازدی کیلئے جدو جہد کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ ہم اسکی مقدس کی ہوئی جگہ کو اسکی لعنتی قوم کے حوالے کر دیں۔ اور پھر اس سے امید رکھیں کہ وہ ہمیں عزت دے گا۔ جبکہ نبی ﷺ اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک کہ وہ آیات تلاوت نہ کر لیں جن میں مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے۔ نبی ﷺ مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلئے آخری دم تک فوج کو منظم کرنے میں مصروف رہے نبی ﷺ کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ مسجد اقصیٰ کو یہودی قبضہ سے آزاد کرائیں۔

نبی ﷺ نے مسجد اقصیٰ کی زیارت کا حکم دیا ہے یہ مسلمانوں کا تیسرا بڑا مقدس مقام ہے۔ حضور ﷺ کی خواہش کی تکمیل حضرت عمر فاروقؓ نے کی۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ کو آزاد کرایا اور یہ دور مسلمانوں کے عروج کا دور تھا جب مسجد اقصیٰ غیر مسلموں کے قبضے میں گئی تو مسلمانوں کی پستی کا دور شروع ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی عظمت کا نشان ہے دوسری مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس مقدس مقام کو صلیبیوں کے قبضہ سے آزاد کرلیا صلاح الدین ایوبی کا دور مسلمانوں کے عروج کا دور تھا۔ مسلمانوں کی دنیا میں عزت کی جاتی تھی۔ مگر جب یہ مقدس مقام یہودیوں کے قبضے میں گیا تب سے مسلمانوں کی عزت دنیا سے ختم ہوگئی۔ اگر مسلمان اپنی عزت بحال کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلیے جدو جہد کرنا ہوگی۔ کیونکہ یہودیوں نے مقام معراج اور قبلہ اول کے خلاف آج تک جو گھناؤنی کاروائیاں کیں ہیں اس سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں کی دینی غیرت کو للکارا ہے مگر مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں پڑے اونگ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے یہودیوں نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں پورے یروشلم پر قبضہ کیا تب سے لے کر آج تک انہوں نے ان گنت بار مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی کوشش کیں ہیں۔ ۷ جون ۱۹۶۷ء کو اسرائیلی آرمی نے مسجد اقصیٰ پر حملہ کیا اور باب المغاربہ کی چابیاں اپنے قبضے میں لے لیں۔ ۹ جون ۱۹۶۷ء کو قابض انتظامیہ کے احکامات کے باعث جمعہ کی نماز کا اجتماع نہ ہو سکا۔ ۱۹۶۷ء یعنی صلیبیوں سے یروشلم کی آزادی کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ یہاں نماز ادا نہ کی جا سکی۔ ۲۱ اگست ۱۹۶۹ء کو ایک آسٹریلین نژاد دہشت گرد یہودی ڈینس مائیکل روہان مسجد میں داخل ہوا اور نورالدین زنگی کا شاندار محراب نذر آتش کر دیا آگ سے محراب مکمل طور پر تباہ ہو گیا اس گھناؤنی کاروائی کی دنیا بھر میں مذمت ہوئی مگر یہودیوں اور عیسائیوں نے اس اقدام کی حمایت کی اور کہا کہ اس کو مکمل تباہ کرنا ہمارا ٹارگٹ ہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۶۹ء کو اسرائیلی آرمی نے حرم شریف کے جنوب مغربی سمیت پر واقع فخریہ کنارہ کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۷۰ء کو جنونی یہودیوں کا "جرشت سلیمان گروپ" حرم کے احاطے میں زبردستی داخل ہوا۔ یہ گروپ مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتا تھا مسلمانوں نے شدید مزاحمت کر کے اس گروپ کو مسجد سے باہر نکال دیا جس پر اسرائیلی آرمی نے فائرنگ کھول دی جس سے سینکڑوں مسلمان زخمی ہوئے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو یہودی ربیوں اور دانشوروں کے ایک گروہ نے نیم خفیہ کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا مقصد وہ راستے اور طریقے تلاش کرنا تھا۔ جس کے ذریعہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے ٹمپل ماؤنٹ حاصل کرنا تھا (مسجد اقصیٰ) ۲۸ اگست ۱۹۸۰ء کو قابض اسرائیلیوں نے مسجد کے بالکل نیچے ایک سرنگ کھود دی تاکہ وہ اثار تلاش کیے جائیں کہ یہاں ٹمپل ماؤنٹ تھا مگر ان کو ناکامی ہوئی اس ناکامی کو انہوں نے دوسرے طریقے سے استعمال کرنا شروع کر دیا تاکہ ان سرنگوں میں طاقتور بم بلاسٹ کیے جائیں جو مسجد اقصیٰ کو گرا دیں گے۔ ۳۰ مارچ ۱۹۸۲ء کو یہودیوں نے مسلم وقف کی انتظامیہ کو بہت سے دھمکی آمیز خطوط بھیجے جنمیں ٹمپل ماؤنٹ کو خالی کرنے کے لے گیا اور دوسری صورت میں انکو خطرناک نتائج کی دھمکیاں دی گئیں۔ یہ خطوط

عبرانی، انگریزی، فرانسیسی اور ہسپانوی زبانوں میں تھے۔ ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کو لئی صہیونی تنظیموں نے مسلم وقف کی انتظامیہ کو قتل کی دھمکیاں دیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء کو ایک جنوبی اسرائیلی آرمی کا کمانڈو جس کا نام ایلن گڈمین تھا مسجد میں گھس آیا اس نے اپنی ایم ۱۶ رائفل سے مسجد کے اندر تمام نمازیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس کے نتیجے میں ۵۰ نمازی شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے پوری مسجد خون سے بھر گئی۔ ۲۵ مارچ ۱۹۸۳ء کو یروشلم کے وقف کے شعبہ کے مین دروازے کے نیچے سرنگ کھود کر اسے گرادیا گیا۔ ۲۱ اگست ۱۹۸۵ء کو اسرائیلی پولیس نے یہودیوں کو حرم کے اندر اپنی عبادت کی اجازت دے دی۔ انہوں نے مسجد کے اندر شرک و کفر کا آغاز شروع کر دیا جو مسلمانوں کے ایمان کو للکارنے کے مترادف تھا۔ ۱۲ مئی ۱۹۸۸ء کو اسرائیلی فوجیوں نے حرم کے سامنے مسلمانوں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس سے کئی فلسطینی شہید اور زخمی ہوئے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جمعہ کی نماز میں دو گھنٹے کی تاخیر ہوئی کیونکہ قابض انتظامیہ نے مسلمانوں کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ ۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء کو اسرائیلی ہائی کورٹ نے یہودیوں کو ٹمپل ماؤنٹ پر عبادت کی اجازت دے دی۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو اسرائیلی حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ مسجد کے نیچے سرنگ کھودی جائے گی جس کا مقصد مسجد کو گرانا ہے۔ ۱۴ مئی ۱۹۹۸ء کو ایک بار پھر مسجد اقصیٰ کے اندرونی دروازے کو دھماکے سے آگ لگانے کی مذموم کوشش کی گئی۔ یہ وہ کاروائیاں ہیں جو براہ راست مسجد پر حملے کی صورت میں کیں گئیں۔ اس شہر کو یہودی شہر بنانے کے لئے دیگر ہتھکنڈے جو صہیونی استعمال کر رہے ہیں اس کی تفصیل سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا ان کے عزائم کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

۱۔ آباد کاریاں اور زمینی قبضہ : القدس کے تقریباً نوے فیصد رقبے پر یہودی قابض ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس صرف چار فیصد علاقہ ہے باقی ماندہ رقبہ یہودی منصوبوں کے لئے مختص ہے اور اس چار فیصد علاقے سے بھی مسلمانوں کو نکالا جا رہا ہے اسرائیلی وزیر اعظم یہود باراک نے حال ہی میں ایک منصوبے کی منظوری دی ہے جس کا مقصد القدس شہر کو دیگر شہروں سے ملانا ہے اور اس کو ایک شہر بنا کر وہاں ریفرنڈم کرایا جائے گا تاکہ اسکے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے۔ آج کل

اسرائیلی اسی بنا پر ریفرنڈم پر زور دے رہے ہیں تاکہ دنیا کو دکھایا جائے کہ یہاں ہماری آبادی زیادہ ہے اس لئے یہ شہر بھی ہمارا ہونا چاہیے۔ اس خطرناک پالیسی کو اسرائیلی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

صیہونی قابض افواج اسوقت القدس میں بیت اللحم روڈ پر لگائی گئی رکاوٹوں کو سرکاری سرحدوں میں بدل رہے ہیں۔ جسکا مقصد القدس شریف پر گرفت مضبوط کرنا اور اسے فلسطینی جنوبی علاقے سے علیحدہ کرنا ہے۔ یہودی انتظامیہ مشرق میں ابو غنیم کو بیت جالاہ گاؤں میں واقع مغربی سرنگ کے کنارے سے ملانے کیلئے دس کلو میٹر کی پختہ دیوار کھڑی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہودی آبادکاری کے درجنوں منصوبے زیر غور ہیں جنہوں نے القدس کو خطرات سے دوچار کر رکھا ہے۔

القدس شریف سے عرب مسلم باشندوں کا انخلا : یہودیوں نے القدس میں مسلمانوں کیخلاف متعدد قتل عام کئے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور اکتوبر ۱۹۹۰ء کو الاقصیٰ مسجد میں کیا گیا یہ قتل عام یہودی افواج اور محافظ دستوں کے ذریعہ ہوا۔ جس میں بے گناہ نمازیوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ قابض انتظامیہ نے اس کے بعد القدس کے مسلم باشندوں کو مزید رہائشی اجازت نامے اور شناختی کارڈ کا اجراء روک دیا۔ اسکے علاوہ مسلم آبادی کو نقل مکانی اور ان کی جگہ یہودیوں کو بسانے کے لئے کئی دیگر ہتھکنڈے بھی استعمال کرتی ہے۔

تاریخ بگاڑنے اور بین الاقوامی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی پالیسی : تاریخی اعتبار سے یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ فلسطینی عوام نے حضرت ابراہیمؑ اور انکے پیرو کاروں کی ہجرت سے اسلامی شناخت حاصل کی سرزمین فلسطین کی اسلامی شناخت آج سے چار ہزار سال پرانی ہے۔ جب اس سرزمین پر مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی وہ مسلم تھے۔ ماکان ابراہیم یہودیًا ولا نصرانیاً ولکن کان حنیفاً مسلما وما کان من المشرکین (آل عمران :) ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی اور نہ مشرک۔ بلکہ وہ مسلم تھے۔ ام کنتم شہدا اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ماتعبدون من بعدی ، قالو انعبد الٰھک والہ آبائک ابراھیم و اسماعیل واسحق الھا واحدا او نحن لہ مسلمون (البقرۃ : ۱۳۳) کیا تمہیں معلوم ہے جب حضرت یعقوب کو موت آنے لگی تو

انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ آپ میرے بعد کس کی عبادت کرینگے توانہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے والد ابراہیم اسماعیل اور اسحٰق کے رب کی عبادت کرینگے۔ اور وہی تو ہے جس کے ہم اطاعت گزار ہیں۔ یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والانجیل الامن بعدہ، افلا تعقلون (ال عمران : ۶۵) اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں آپس میں لڑتے ہو۔ حالانکہ ان کے بعد بھی تورات اور انجیل اتاری گئیں۔ مسجد اقصیٰ حضرت موسیٰ، حضرت ہارونؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ زکریاؑ، یحییٰؑ اور عیسیٰ کے زمانے سے اسلامی شناخت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہودی ان تمام انبیاء کے دشمن تھے انہوں نے ان انبیا سے جنگ کی ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ اور تاریخ اور مذہب کو تبدیل کر ڈالا۔ اس کے بعد معراج کی رات کا واقعہ آیا ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے معراج اور اسراء کے دوران نماز میں خدا کے تمام برگزیدہ پیغمبروں کی جماعت میں امامت کرائی۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ القدس جو خدا کے تمام پیغمبروں کی سرزمین ہے قیامت تک امام الانبیاء اور انکے پیرو کاروں کی سرزمین بن چکی ہے۔

ان حقائق اور دیگر تاریخی حقائق کے باوجود یہودی ان دنوں تاریخ کا چہرہ مسخ کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ مقدس سرزمین اپنی تمام تر مقدس مقامات سمیت ان کی ہے وہ القدس کو یہودی شہر کے طور پر تیس ہزارویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ جو انکی عادت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے بارے میں کہا۔ اس معاملے میں خطرناک بات یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی رائے عامہ اور کئی ممالک کو گمراہ کر رہے ہیں اس طرح کی تازہ ترین ثبوت عالمی طاقت امریکہ کی یہ منظوری ہے کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ القدس انکا ہمیشہ سے دارالحکومت ہے اور رہے گا درست ہے۔

عرفات کی خود مختار اتھارٹی القدس میں مسلمانوں کے حقوق سے دست بردار ہو گئی ہے۔

اوسلو معاہدہ اور اسکے بعد یہودیوں اور عرفات اتھارٹی کے درمیان ہونے والے معاہدے کی وجہ سے القدس سے یہودی قبضے کی توثیق کر دی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے سنگین خطرات پیدا ہو گئے ہیں مثلاً۔ (۱) القدس فائل کو مذاکرات کے آخری مرحلے میں زیرالتوار کھا گیا جو سیاسی طور پر غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گئی۔

(۲) القدس کو دونوں ممالک کا دارالحکومت قرار دینے کا خیال پیش کرنا اٹلی اور ویٹیکن کے لئے روم کی صورت حال سے ملتا جلتا ہے۔

ایک بیان میں عرفات نے کہا کہ ابو ڈیس کا گاؤں فلسطینی ریاست کے لئے متبادل دارالحکومت بن سکتا ہے۔ (ایک چھوٹا سا گاؤں القدس کی حدود سے باہر)

(۳) انتظامیہ کا (Yusi Pelen - Abu Mazene) کا نظریہ اختیار کرنا جو ابو ڈیس کے متعلق تازہ ترین سامنے آنے والے نکتہ کی توثیق کرتا ہے۔

(۴) القدس کے ذکر کیے بغیر اور فلسطینیوں کے اس مطالبے کو چھوڑتے ہوئے سلامتی کے امور پر وائی پلانٹیشن میں بات چیت کو محدود کرنا۔

۲۰۰۰ر تک مزید یہودیوں کو باہر سے لا کر بسایا جائے گا۔ اسوقت القدس کی مجموعی آبادی چھ لاکھ ہے۔ جس میں یہودی 74 فیصد ہے انکی کوشش ہے کہ ۲۰۰۰ تک اس علاقے میں یہودیوں کی تعداد دس لاکھ ہو جائیگی۔ اس ساری صورتحال کو دیکھتے ہوئے فلسطین میں اسلامی مزاحمتی "تحریک "حماس" نے مکمل فلسطین کی آزادی تک جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے یہودیوں نے جال بچھائے ہوئے ہیں۔ کچھ اسلامی ممالک کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا ہوا ہے۔ تا کہاس تحریک کو ختم کرنے کیلئے ان کی مدد کریں۔ اس موقع پر تمام امت مسلمہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مقام معراج کی آزادی کیلئے جدوجہد کرنے والی تحریک کا بھرپور انداز سے ساتھ دیں تا کہ مقام معراج سمیت فلسطین کو آزاد کرلیا جاسکے۔ اور فلسطینیوں کو انکے حقوق واپس دلائے جائیں۔ اسرائیل کو امریکہ اور اسکے حواریوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر ہم نے فلسطین میں چلنے والی اسلامی مزاحمت تحریک کا ساتھ نہ دیا تو پھر ہم دنیا میں بھی ناکام ہونگے اور آخرت میں بھی ناکام ہونگے۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ مسجد اقصیٰ کو یہودی قبضہ سے آزاد کرائیں جو جس مقام پر ہے اس کو آج یہ عہد کرنا ہوگا کہ اس نے مقام معراج کی آزادی کے لئے کام کرنا ہے۔ جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کی مدد کرنی ہے تو انشاء اللہ وقت قریب ہے کہ یہودی انجام کو پہنچ جائینگے۔ اور امت مسلمہ اور اللہ کا دین غالب ہوگا۔

۱۱م